ایک ادبی انکشاف

ادب ”شریف“

میاں محمد شریف صاحب کو اس اعتبار سے تو ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ ملک کے مایۂ ناز فلسفی اور مفکر ہیں، یگانہ ماہر تعلیمات ہیں، ان کی عمر کا بڑا حصہ تدریس میں گزرا ہے۔ وہ عرصۂ دراز تک مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ فلسفہ کے صدر رہے۔ کچھ عرصے تک دنگر نہایت کامیاب) پرو وائس چانسلر بھی رہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد، پیرانہ سالی کے باوجود انھوں نے نوجوان کے سے جوش اور ولولے سے کام لے کر، گراں بہا تعلیمی، اور علمی خدمات انجام دیے، اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل رہے۔ آل پاکستان فلاسیفیکل کانگرس کے صدر والا قدر ہیں۔ ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے اکیڈیمک ڈائرکٹر ہیں۔ ”بزم اقبال“ کے روح رواں، اور مجلۂ ”اقبال“ کے مدیر شہیر ہیں، جس کے اردو اور انگریزی ایڈیشن ملک کے اندر اور ملک سے باہر خراج تحسین وعقیدت وصول کرتے رہتے ہیں۔

وہ ایک بلند پایہ مصنف ہیں، مخصوص علمی موضوعات پر انگریزی زبان میں ان کی کئی گراں قدر تصنیفات شائع ہوچکی ہیں، اور علمی حلقوں نے خواہ وہ اندرون پاکستان کے ہوں یا بیرون پاکستان کے انھیں بہت سراہا ہے۔ ان کی تحقیق، ژرف نگاہی، اور وسعت معلومات کی دھاک بٹھا دی ہے۔

میاں صاحب کے علمی کارناموں میں سب سے بڑا اور رفیع کارنامہ ”ہسٹری آف مسلم فلاسفی“ کی تدوین و تہذیب ہے۔ اس دیدہ زیب اور فکر آفریں کتاب کا پہلا حصہ کچھ عرصہ ہوا جرمنی سے شائع ہوچکا ہے۔ دوسرا زیر طباعت ہے اور بہت جلد منظر عام پر آنے والا ہے۔

میاں صاحب کے ان خداداد، اور قابلِ رشک خصائص سے ان کے تمام جاننے والے واقف ہیں لیکن جس بات سے اب تک شاید ہی کوئی واقفیت حاصل کر سکا ہو یہ ہے کہ وہ جتنے بڑے فلسفی اور جتنے بڑے مفکر ہیں اتنے ہی بڑے نغز گو اور قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔

شاعری کا شوق میاں صاحب کو ایام طالب علمی میں ہوا تھا، جو تھوڑا سا سرمایہ شعری ان کے پاس محفوظ رہ گیا ہے وہ اسی زمانے کا ہے۔ لیکن اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ میاں صاحب نے شاعری کے کوچے میں قدم رکھ کر رضا کارانہ پسپائی اختیار کر کے نہ صرف اپنی صلاحیتوں پر، بلکہ اردو زبان پر بھی بہت بڑا ظلم کیا۔ ان کی شاعری میں جو برجستگی، جو نغمگی، استعارات و تشبیہات کی جو ندرت، زبان و بیان کی جو حلاوت اور فکر و خیال کی جو بلندی پائی جاتی ہے وہ پختہ کار شاعروں میں بھی کم نظر آتی ہے۔ اگر وہ مشق سخن "چکی کی مشقت" یعنی تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ جاری رکھتے تو آج ان کا شمار یقیناً بہترین نغز گو اور قادر الکلام شعراء میں ہوتا، اور اپنی انفرادیت کے اعتبار سے وہ ایک مقامِ بلند پر فائز ہوتے۔

ہمیں میاں صاحب کی بیاض دیکھنے کا اتفاقاً موقع ملا، اور واقعہ یہ ہے کہ یہ گہر ہائے آبدار دیکھ کر نگاہ خیرہ اور عقل حیران رہ گئی ——— "ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی"۔

اس شمارے میں میاں صاحب کی ایک معرکہ آرا نظم "حسن" ہم پیش کر رہے ہیں، اور امید ہے یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رکھ سکیں گے۔ یقین اس لیے نہیں دلا سکتے کہ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ میاں صاحب اپنے چھوٹوں کا دل رکھنے کے لیے ان کی بات مان لیتے ہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ "ہزار بار نہیں صد ہزار بار نہیں!"۔ آئندہ نمبر تک کیا افتاد پیش آئے گی اس کی پیش گوئی کرنا مشکل ہے۔ البتہ "ادب شریف" کا جو نمونہ مل گیا، وہ حاضر ہے ——— سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھ دیا!"

رئیس احمد جعفری

حسن

(رشحاتِ فکر میاں محمد شریف ایم اے آکسن، ڈائرکٹر ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور)

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے — تُو کہاں ملا مجھے کب ملا
مجھے بھا گئی تیری کیا ادا — کہ اسیرِ دام سدا رہا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

کبھی بشکلِ شفقتِ مادری — کبھی بن کے شمع میں روشنی
کبھی ہو کے چاند کی چاندنی — میرے دل کو تُو نے لبھا لیا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

کبھی کوئلوں کی صدا تھا تُو — کبھی قمریوں کی نوا تھا تُو
جو ہزارِ زمزمہ سا تھا تُو — کبھی بھیرویں تھا ملار تھا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

کبھی نور ہو کے جھلک دیا — کبھی تارا بن کے جھپک دیا
کبھی غنچہ ہو کے چٹک دیا — کبھی طیر بن کے چہک دیا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

تھا خرامِ سروِ کنارِ جُو — جو گلوں میں بیٹھا تو رنگ و بو
جو اڑا تو بن کے نوائے کُو — میں ہزار بار سنا کیا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

رُخِ ماہ جبیں میں حیا بنا — کسی سنگدل میں جفا بنا

کسی نازنیں کی ادا بنا   دلِ عاشقاں میں وفا بنا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

کہیں رُخ سے پردہ اٹھا دیا   کہیں لب سے نغمہ سنا دیا
کہیں زد پہ دل کبھی آ گیا   تو نگاہ کا تیر چلا دیا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

کبھی برق بن کے چمک گیا   جو کمر بنا تو لچک گیا
کبھی ہو کے چال مٹک گیا   دلِ زار تھا کہ پھڑک گیا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

کسی گل سے گفت و شنید میں   دمِ یاس تشکل امید میں
لب لعل گوں کی مکید میں   مجھے تو نے کیسا مزا دیا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

تو سحاب بن کے برس گیا   مری کشتِ دل کو ہرا کیا
کبھی برق بن کے جلا دیا   کبھی نور تھا کبھی نار تھا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

کبھی درد بن کے سوا ہوا   غم و رنج و آہ و بکا ہوا
کسی غمزدہ کی دعا ہوا   تو شکستِ دل کی صدا ہوا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

تو ہی غزنوی تھا ایاز تھا   تو ہی ناز تھا تو نیاز تھا
تو ہی سوز تھا تو ہی ساز تھا   تو ہی حسن و عشق [illegible] ار تھا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

تو چمن میں گل کبھی خار تھا — دمِ سنکھ تھا بانگِ ہزار تھا
تو خزاں تھا فصلِ بہار تھا — تو جہاں میں لیل و نہار تھا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے

تو جہاں کے راگ کا ساز تھا — تو عدم میں ہست کا راز تھا
تو عجیب شعبدہ باز تھا — کہ طلسمِ دھر بنا دیا

مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے